خطبہ عربی میں ضروری ہے

مصنف
فیض ملت آفتاب اہلسنت امام المناظرین رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام
ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

ناشر
مکتبہ امام غزالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد! نئی پود کا تقاضا ہے کہ خطبۂ جمعہ ہر زبان میں ہو، عربی ہو یا اردو، فارسی ہو یا انگریزی یہاں تک کہ پنجابی ہو یا سندھی یا پشتو یا سرائیکی وغیرہ وغیرہ۔ اس کی تفصیل تو آئے گی پہلے ناظرین سمجھ لیں کہ یہ بھی ایک قیامت کی نشانی ہے کیونکہ قربِ قیامت کی علامت حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے بتائی کہ علمِ اسلام اٹھ جائے گا، جہالت کا غلبہ ہو جائے گا۔ ہمارا دور اسی علامت سے گزر رہا ہے کہ آج ہر مسئلہ پر قیاس آرائی بلکہ زور آزمائی وہی کرتے ہیں جو اردو کی چند کتابیں پڑھ کر غلط راہ پر لگ جاتے ہیں پھر خود تو گمراہ ہیں لیکن دوسروں کو بھی گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے اور مزید فتنہ و آزمائش یہ کہ وہ دنیوی اعتبار سے بھی ذی اثر ہوتے ہیں اور وہ علمائے کرام جو علمِ عربی کو سیکھنے میں مشقتیں اٹھاتے اور شب و روز انتھک محنت سے اصولِ اسلاف کے پابند ہیں ان کی تحقیق ملائیت کی زد میں ٹھکرا دیتے ہیں۔ چونکہ علمائے کرام عموماً عوام میں چنداں با اثر اور ذی ثروت بھی نہیں ہوتے اسی لئے ان کی تحقیق تو درکنار ان کے بتائے ہوئے اسلاف کے بیانات بھی ٹھکرا دیئے جاتے ہیں یہی علم کی قلت اور جہل کی کثرت کی نشانی ہے۔ دورِ حاضرہ میں نئے فتنوں میں سے ایک فتنہ خطبۂ جمعہ و عیدین اُردو (یا دیگر مروجہ زبان) میں پڑھنا چاہئے۔ دلائل وہی عقلی ڈھکوسلہ کہ جب سامعین نہ سمجھیں گے تو پھر انہیں خطبہ سنانے کا کیا فائدہ وغیرہ۔ یہ بدعت تو جدید طبقہ کے نصیب میں تھی لیکن اسے مزید تقویت غیر مقلدین وہابی نے پہنچائی۔ فقیر کے اسلاف نے جو تحقیق تحریر فرمائی فقیر ان کی نقول ایک جگہ جمع کر کے رسالہ کی صورت میں عوام کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

حضرت علامہ حشمت علی صاحب سنّی حنفی قادری بریلوی نے فرمایا

عنوانِ مذکورہ پر اب سے پہلے نہ کسی نے بحث کی نہ کوئی مضمون لکھا اور نہ سوائے عربی زبان کے دوسری زبانوں میں خطبہ ہونے پر زور دیا، نہ کوئی تحریک کی۔ حالانکہ ہر قرن و زمانہ میں سینکڑوں علماء و فضلاء گزرے، ہزاروں عربی دان ہوئے اور ان سے سوا جاہل بے پڑھے موجود رہے۔ دراصل مسئلہ یہی کتب اکابرِ امت میں مسطور رہا۔ کیونکہ زمانہ حضورِ اقدس سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطبہ خالص عربی زبان میں ہوتا چلا آیا ہے اور وہ لوگ اتباع واحیاء سنت کو عزیز رکھتے ہیں۔ اور امورِ مسنونہ متوارثہ کی اشاعت و ترویج کے درپے رہا کرتے تھے۔ حتی الوسع کوئی کام معارض و مخالفِ سنت نہیں کرتے تھے مگر آجکل ایک مضمون اس کے متعلق اپریل ۱۹۲۵ء کے صوفی میں نظر سے گزرا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خطبہ کی اصل غرض و غایت وعظ و نصیحت ہے، لہٰذ خطبہ اسی زبان میں ہونا چاہئے جسے حاضرین سمجھتے ہیں تا کہ حاضرین اس سے فائدہ اٹھاسکیں اور اس کی اصلی غرض و غایت فوت نہ ہو...... الخ اور اسکی تائید میں چند آیات واحادیث واقوالِ علما پیش کئے ہیں۔ مدیر رسالہ نے علماء وائمہ مساجد کو اسے پورے غور و فکر سے پڑھنے اور اس کی طرف توجہ کرنے کی تنبیہ کی ہے۔ لہٰذا ہم نے اسے بغور پڑھا اور اسکے پڑھنے سے جو خیال پیدا ہوا، اسے ظاہر کرنا پڑا۔

اوّلاً تو یہ امر مسلّم ہے کہ جس طرح سیّدنا امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک قرأۃ دوسری زبان میں جائز ہے اسی طرح خطبہ، تشہد، تکبیر، اذان وغیرہ اذکارِ نماز بھی ہر زبان میں جائز ہیں۔ خواہ پڑھنے والا عربی میں انہیں پڑھنے پر قادر ہو یا نہ ہو۔ امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک قدرت علی العربیۃ جائز نہیں۔ امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک شرط صحت نہیں اور صاحبین کے نزدیک شرط صحت ہے۔ بے عذر دوسری زبان میں صحیح نہیں۔ بناء بریں خواجہ صاحب نے زبانِ قوم میں خطبہ ہونے کی تو تحریک کی اور ہر زبان میں خطبہ بلا کراہت جائز بتایا اور تائیداً امام صاحب کا قول نقل کر کے فرمایا، حنفی عالموں کو تو اس کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہیں کہ عربی زبان کے سوا دوسری زبان میں خطبہ دینے کا فتویٰ نافذ کریں۔ اسلئے کہ جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز جو اصل واساسِ دین ہے وہ عربی کے سوا دوسری زبانوں میں پڑھنے سے ہو جاتی ہے تو خطبۂ جمعہ بدرجہ اولیٰ غیر عربی زبان میں جائز بلا کراہت ہونا چاہئے۔ فان افتتح الصلوٰۃ بالفارسیتہ او ذبح و سمی بالفارسیتہ و ھو یحسن العربیتہ اجزاہ عند ابی حنیفہ

مگر خطبہ زبانِ قوم میں ہونے کے مفاسد کی طرف خیال نہ فرمایا اور یہ نہ دیکھا کہ امام صاحب نے اصل میں مسئلہ قولِ صاحبین کی طرف رجوع اور عدم جواز پر ان سے اتفاق فرمایا ہے۔ اور محققین فقہاء کرام نے اسے صحیح ومعتمد ومختار ومفتی بہ بتایا ہے۔ اور قول امام صاحب میں بھی مطلق جواز نہیں آیا ہے، بلکہ جواز مع الکراہت واساَت ہے۔ اور ہمیشہ عربی پڑھنا اور اس کی عادت کر لینا ممنوع ہے۔ ہدایہ میں عبارت منقولہ خواجہ صاحب کے بعد ہی ہے،

الا انه يصير سيئا المخالفة السنة المتوارثة و قال لا يجزيه الا فى الذبيحه و ان لم يحسن العربية اجزاه و يروى رجوع فى اصل المسئله الىٰ قولهما و عليه الا عتماد و اطظيه والتشهد علىٰ هذا لا ختلاف

مجمع الانہار میں ہے،

ولو كبر بالفارسيته صح مطلقا سواء كان يحسن العربيته وكا عند الامام و عند هما لا الا ان لا يحسن العربيته ولا صح برجوع الام الىٰ قوله لهما و كذا لو قرأ بهما اى بالفارسيته عاجز الحسن العربيته تائيد بالعجز بناء علىٰ قولهما و يروى انه رجع الىٰ قولهما و هو الصحيح وعليه الاعتماد

اور درالمنتقی شرح ملتقی میں ہے،

ولو كبر بالفارسيته صح مع كراهة التحريم علىٰ الراجح كما حرره و كذا لو قراء بها عاجزا عن العربيته و هذا قولهما و به قالت الثلاثة و اليه صح رجوع الامام و عليه الفتوىٰ ۔

درمختار میں ہے،

و صح شروعه بتسبيح و تهليل كما صح لو شرع بغير العربية اى لسان كان وعلىٰ هذا الخلاف الخطبه و جميع اذكار الصلوٰة والا صح رجوعه الىٰ قولهما و عليه الفتوىٰ ۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے،

ولو كبر بالفارسيته جاز سواء كان يحسن العربيته اولا الا انه اذا كان يحسنها يكره وعلىٰ قول ابى يوسف ومحمد لايجوزاذا كان يحسن العربيته هكذافى المحيط وعلىٰ هذا الخلاف جميع اذكارالصلوٰة

اسی میں ہے،

ولا يجوز القرأة بالفارسيته الا بعذر عند ابى يوسف و محمد به يفتىٰ و يجوز عند ابى حنيفة بالفارسيته و باى لسان كان وهو الصحيح وروى رجوعه الىٰ قولهما و عليه الاعتماد هكذا فى الهداية وفى الاسرار هو الاختيار و فى التحقيق هو مختار عامة المحققين وعليه الفتوىٰ كذا فى شرح النقاية للشيخ ابى المكارم وهو الاصح هكذا فى مجمع البحرين

شرنبلالیہ حاشیہ والہ میں ہے،

وجازت التحریمة بالفارسیة وھو قول ابی حنیفة اولا والا صح رجوع الامام الیھا الیٰ قول ابی یوسف و محمد فی عدم جواز الشروع فی الصلوٰة بالفارسیة بغیر العاجز عن العربیة ھذا ایضاً مجروع عنہ فی الاصح فانہ لو قراء بغیر العربیة قادراً علی العربیة لا یصح باتفاق علی الصحیح کما فی البرھان

مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں ہے،

و یصح الشروع بالفارسیة و غیرھا من الاحسن ان عجز عن العربیة و ان قدر لا یصح شروعہ بالفارسیة و نحوھا ولا قرأتہ بھا فی الاصح فی قول الامام موافقة بھم الان القرآن اسم الاعظم والمضیٰ جمیعاً

ردالمحتار میں فتح القدیر اور اس میں کافی حاکم سے منقول، ان اعتادو القرأة بالفارسیة (اگر وہ قرأۃ فارسی کی عادت کریں)

اور کفایہ میں ہے، اما لو اعتاد قرأة القرآن بالفارسیة وسع منہ اشد المنع

حاصل ان عبارات کا یہ ہے کہ اختتام، قرأۃ، خطبہ، تشہد امام صاحب کے نزدیک پہلے غیر عربی مطلقاً جائز مع الکراہۃ نہی اور امام ابویوسف و امام محمد کے نزدیک بلا عذر غیر عربی میں جائز نہ تھی۔ پھر امام صاحب نے اصل مسئلہ میں قولِ صاحبین کی طرف رجوع فرمایا اور اس کے عدم جواز پر اتفاق کیا، اور وہ صحیح و مفتیٰ بہ و معتمد و مختار ٹھہرا۔ پس خواجہ صاحب کا ایسے قول کو جس سے خود امام نے رجوع فرمالیا عوام کے دکھانے بہکانے کو اپنے قول کی تائید میں پیش کرنا اور اس کے موافق صدا بلند کرنا اور قول صحیح و مفتیٰ بہ و متفق علیہ کو چھپانا شانِ علم سے کس قدر بعید اور دیانت سے کتنا گراہوا ہے۔

ثانیاً مضمون میں عجیب خلط مبحث ہے کہ کہیں تو اسے مذہب امام سے رنگا ہے اور عوام کے دکھانے اور متوجہ کرنے کو قولِ امام مذکورہ بالا نقل کیا ہے مگر عبارتِ منقولہ کا اخیر فقرہ الا انہ یصیر مسیا لمخالفة السنة اکمتوارثہ خلافِ مقصود ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے اور جائز بلا کراہت ہونا اپنی طرف سے بڑھایا تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ امام صاحب کے نزدیک خطبہ ہر زبان میں بلا کراہت جائز ہے اور کہیں قولِ صاحبین کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور عبارتِ محیط کو نقل کر کے فرمایا، ہم بھی اسی کے قائل ہیں۔

محیط سرخسی ملاحظہ ہو،

لو خطب بالفارسية جاز عند ابی حنيفه رحمة الله عليه علیٰ كل حال و روی بشر عن ابی یوسف انه اذا خطب بالفارسية و هو بحسن العربية الا ان يكون ذكر الله فی ذٰلك بالعربية

یعنی اگر پورا خطبہ فارسی میں دیا تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بہر صورت جائز ہے۔ البتہ امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ اگر خطیب عربی زبان سے واقف تھا تو پھر جائز نہیں، ہاں ایک صورت میں فارسی زبان میں دینا جائز ہوگا جب حمد و نعت وغیرہ عربی زبان میں ہو، ہم بھی اسی کے قائل ہیں۔

یہاں خواجہ صاحب اس استثناء کو اپنا مفید مطلب سمجھ کر لائے ہیں اور ذکر سے مراد حمد و نعت لیا، جو اصل خطبہ ہے اور لکھ دیا کہ ہم بھی اسی کے قائل ہے۔ اور اس کے اوپر بھی تحریر کیا کہ حمد و ثناء، قرآن و حدیث عربی میں پڑھنے کے بعد ضروریات اور مصالحِ ملکی کے لحاظ سے لوگوں کو ضروری مسائل کی تعلیم اسی زبان میں دی جائے حالانکہ وہ خواجہ صاحب کے مفیدِ مطلب نہیں، اس میں بلا کراہت ہر زبان میں ہوا تو خطبہ ہو چکا کہ خطبہ اصل میں انہیں چیزوں کا نام ہے حتیٰ کہ اگر خطیب نے حمد و ثنا کر کے نمازِ جمعہ پڑھائی تو صحیح اور وعظ و نصیحت کر کے نماز پڑھائی تو صحیح نہیں کہ شرط صحتِ جمعہ نہ پائی گئی۔ حضرت امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ خلافت کے پہلے جمعہ کو صرف حمدِ باری تعالیٰ کر کے منبر سے اتر آئے اور نمازِ جمعہ پڑھائی اور کسی صحابی نے انکار نہ کیا، اس لئے کہ امام صاحب کے نزدیک صرف حمد و ثناء پر اقتصار پر خطبہ جائز ہوا۔ تفسیر سراج المنیر میں تحت آیت فاسعوا الیٰ ذکر اللہ ہے،

قال ابو حنيفه ان اقتصر الخطيب علیٰ مقدار يسمیٰ ذكر الله كقوله الحمد لله سبحان الله جاز و عن عثمان اله صغير المنير فقال الحمد لله ثم نزل و كان ذلك بحضرة الصحابه فلم ينكر عليه احد

ہدایہ میں ہے،

فان اقتصر علیٰ ذكر الله جاز عند ابی حنيفه رحمة الله عليه بقوله تعالیٰ فاسعوا الیٰ ذكرا امن غير فصل و عن عثمان رضی الله عنه انه قال الحمد فاترج عليه فنزل و صلی (الفقیہ، امرتسر، ہند)

ازالۂ وھم

۱ ...... یہ کہ حاضرین جمعہ میں عربی دان نہ ہوں اور بقول معترضین کے اس وقت عربی میں خطبہ پڑھنا عبث ہو تو اس سے لازم آتا ہے کہ ابتداء اسلام میں جبکہ بلادِ عجم فتح ہوئے تھے تو عجمیوں میں خطبہ نہ پڑھا جاتا تھا جب تک کہ دو صورتوں میں سے ایک صورت نہ ہوتی: (۱) یا تو خطیب اس ملک کی زبان سیکھ لیتا تب ان کی زبان میں خطبہ پڑھتا (۲) یا ان لوگوں میں ایسا شخص تلاش کرلیا جاتا جو زبانِ عربی سے واقف ہوتا کہ خطیب و حاضرین کے درمیان وہ ترجمان ہو جاتا، حالانکہ ایسا نہ کیا گیا عربی میں خطبے برابر پڑھے گئے۔

۲...... اگر حاضرین کی بولی میں خطبہ پڑھا جائے تو بعض وقت چند بار خطبہ پڑھنا ہوگا یعنی اگر مثلاً دو بولیوں کے لوگ موجود ہیں تو دو بار اور تین کے ہیں تو تین بار اور چار کے ہیں تو چار بار۔ اسی طرح اگر بیس بولیوں کے لوگ ہیں تو بیس بار پڑھنا لازم ہوگا اور یہ بات بالکل خلافِ قواعد شرع کے ہوگی۔

خلاصہ یہ ہے کہ خطبہ صرف عربی میں ہونا چاہئے کہ سنتِ متوارثہ یہی ہے اور حاضرین کے خطبہ کے معنی سمجھنا درکنار خود خطیب کا معنی سمجھنا بھی شرط نہیں بلکہ حاضرین کا خطبہ سننا بھی شرط نہیں کہ اگر بھرے ہوئے یا اونگھ میں ہوئے یا خطیب سے دور ہوئے تو خطبہ نہیں سنیں گے۔ بس اس مجلس میں حاضر ہونا ہی کافی ہے۔

ردالمحتار میں ہے،

لا یشترط نصیحتها کونها مسموعة لهم بل یکفیٰ حضورهم حتیٰ لو بعد وا عنه او ناموا اجزات

تنویر میں ہے،

ولو حماً مطلب یہ کہ اس جگہ حاضر ہونا ادائے فرض کیلئے کافی ہے۔ ہاں اگر اس کے معنی بھی جانتے ہیں تو نورٌ علیٰ نور ہے۔

عقلی دلیل

میں کہتا ہوں عربی خطبے پر تو ان کو یہ اعتراض سوجھا اور وہاں یہ اعتراض نہ سوجھا جہاں انگریزی زبان میں وکلاء فریقین اور حکام باتیں کرتے ہیں انگریزی زبان میں بحث مقدمہ کی جاتی ہے، انگریزی میں فیصلہ لکھا جاتا ہے، حالانکہ اہلِ مقدمہ انگریزی سے بالکل نابلد یعنی جاہل ہوتے ہیں۔

یہاں معترض صاحب یہی فرمائیں گے کہ اہلِ مقدمہ کیوں نہیں انگریزی زبان سیکھتے تاکہ یہ خرابی ان کو پیش نہ آئے، تو ہم بھی یہی عرض کریں گے کہ حاضرین کو چاہئے کہ عربی زبان سیکھیں تاکہ خطبہ کے معنی سمجھ کر اس سے لطف حاصل کریں اور اگر نہیں سیکھتے تو خطیب کو کیا ضرر ہے کہ وہ ان کی وجہ سے اپنی لیاقتِ علمی کو خاک میں ملائے۔

سبحان اللہ! جس کا سمجھنا ضروری نہیں بلکہ وہاں حضور (حاضری) کافی ہو اس کیلئے تو یہ شد و مد کہ خطیب حاضرین کا تابعدار ہو جائے اور جس کا سمجھنا نہایت ضروری ہے اس کیلئے کچھ پرواہ نہیں کہ حاضرین اس کا ایک لفظ بھی سمجھیں...... یہ تو بڑی بے انصافی ہے۔

بات یہ ہے کہ ہم نے جہاں تک دیکھا وہ دیکھا کہ اس زمانہ میں بہت سے لوگ مذہب ہی پر حملہ کرتے ہیں۔ منکرِ اسلام کا تو ذکر ہی کیا ہے جو مسلمان کہلاتے ہیں وہ بھی اس سے خالی نہیں۔ مثلاً شاعر اپنے طور پر، جاہل صوفی اپنے طور پر، گلابی مولوی اپنے طور پر، بعض بے علم بھی اپنے طور پر۔ پھر اس میں وہ اپنی لیاقت جانتے ہیں حالانکہ بعض ان میں سے جہلِ مرکب میں مبتلا ہیں اور بعض ہٹ دھرمی کے آزار میں گرفتار۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

آزاد خیالی یا ٹیڈی اجتہاد

ہمارے دور میں یہ بے احتیاطی یعنی آزاد خیالی یا ٹیڈی اجتہاد عروج پر ہے۔ اکثر ریٹائرڈ فوجی افسر اور وکلاء اور ڈاکٹر اور پروفیسر صاحبان نت نئے اجتہاد کر کے عوام کو گمراہ کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے۔ دراصل یہ فساد انہیں نیچری مذہب سے ملا ہے۔ چنانچہ اس مذہب کا ایک رکن مولوی ابوالکلام آزاد کے متعلق ذیل مع القاب مضمون ملاحظہ ہو۔

مسئلہ ...... خطباتِ جمعہ و عیدین

﴿ امام الاحرار مولانا ابوالکلام آزاد کے قلم سے ﴾

جمعہ کا اجتماع اور حکمِ خطبہ مسلمانوں کے فلاحِ دارین کا وسیلۂ عظمیٰ تھا۔اس سے مقصود یہ تھا کہ ہفتہ میں ایک بار لوگوں کو انکی حالت اور ضرورت کے مطابق ہدایت وارشاد کی دعوت دی جائے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ایک دائمی ذریعہ بنے۔

خطبہ دراصل ایک وعظ تھا جیسا کہ وعظ ہوتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین اور صحابہ کا بھی یہی حال رہا اور تمام عربی حکومتیں جو اس کے بعد قائم ہوئیں ان میں بھی خلفاء وسلاطین کو مساجد کے منبروں پر وعظ کرتے ہوئے تاریخ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ حقیقتِ خطبہ کیلئے کتبِ صحاح کے ابواب کے متعلق جمعہ و خطبہ کی احادیث دیکھنی چاہئیں۔ لیکن ہماری اصلی مصیبت ہمارے حالات میں نہیں ہے کہ وہ نتائج ہیں۔اس کا اصلی منبع ہمارے اعمال کے تحریف ونسخ میں ہے کہ وہی علل واسباب ہیں۔شخصی حکومتوں کے قیام،عجمی سلاطین کی کثرت،سلطنت خلفائے راشدین کے ضیاع اور جہل وغفلت کے استیلاء نے ہر اسلامی عمل کو ایک لباسِ ظاہر دے کر اس کی روحِ حقیقت سلب کرلی ہے۔خطبۂ جمعہ اور عیدین ونکاح کا بھی یہی حال ہے۔

اب خطبے کے معنی یہ رہ گئے ہیں کہ عربی زبان میں ایک چھپی ہوئی کتاب جو بازار سے خرید لی جائے اور الف لیلہ کی طرح اس میں سے ایک خطبہ غلط سا پڑھ کرسنا دیا جائے۔آواز بشدت کریہہ ہو اور لب ولہجہ میں عربیت پیدا کرنے کیلئے ہرجگہ تفحیم و ثقالت سے کام لیا جائے۔بعض لوگ قرآن شریف کی حاصل کردہ قرأت کو اس میں بھی صرف کرتے ہیں اور پھر جو شخص ہر لفظ کے آخری حروف کو پوری سانس میں کھینچ کر پڑھ دے وہ سب سے بڑا قاری ہے۔

بسا اوقات غریب پڑھنے والا بھی نہیں جانتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں الف لیلہ کی ایک رات کا افسانہ ہے۔اقلیوبی کی کوئی حکایت ہے یا ارشاد ہدایتِ امت کا وہ عظیم وجلیل عملِ اقدس۔جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہوکر مجھ کو انجام دینا پڑتا ہے۔ پھر سننے والوں کی مصیبت کا کیا پوچھنا،کوئی اونگھتا ہے،کوئی اپنے ساتھیوں سے صبح کے بازار کا بھاؤ پوچھتا ہے۔

یہ تمسخر انگیز تذلیل وتحقیر ہے اس مذہب کے اعمالِ دینیہ کی جس کے داعیِ اول نے خطبات ومواعظ سے ایک بادیہ نشین قوم کو روم وایران کے تمدن کا مالک بنا دیا تھا۔ وما کان اللہ لیظلمھم و لکن کانوا انفسھم یظلمون

یقین کرو کہ جب حضرت مسیح نے بنی اسرائیل کی ذلت و ہلاکت پر ماتم کیا تو شریعتِ موسوی کے احکام و اعمال کا بعینہٖ یہی حال تھا جو آج تم نے خدا کی شریعت کا بنا رکھا ہے۔ مسیح اگر ان فروسیوں اور صدوقیوں پر روتا تھا جو گو بڑی بڑی آستینوں کے جُبے پہنتے، ہروقت دعائیں اور بڑی بڑی مہیب تسبیحیں اپنے ہاتھوں میں رکھتے تھے، پر شریعت کے حکموں کو انہوں نے مسخ اور اعمالِ صالحہ کو بے اثر کر دیا تھا۔ تو ہمیں بھی اپنے عالموں اور صوفیوں پر ماتم کرنا چاہئے جو ان کی طرح سب کچھ کرتے ہیں پھر انکی طرح حقیقت سے بھی خالی ہیں۔ میں سرے سے اس امر کا دشمن ہوں کہ خطبے لکھے ہوئے پڑھے جائیں۔ یہ ایک بدعت ہے جس کا نہ تو قرونِ شہود لہا بالخیر میں ثبوت ملتا ہے اور نہ علتِ حکم اس کا مؤید۔ خطبہ ایک وعظ ہے پس مسجدوں میں ایسے خطیب ہونے چاہئیں جن کو یہ قابلیت حاصل ہو کہ جمعہ کے خطبے کیلئے تیار ہوکر آئیں اور زبانی مثلِ عام مواعظ کے وعظ کہیں۔ ضرور ہے کہ قوم کی موجودہ حالت ان کے پیشِ نظر ہو، جو بیماریاں آج ہمیں لاحق ہیں انہی کا علاج بتائیں نہ کہ ان کا جو آج سے پانچ سو برس پیشتر تھیں۔

خطباتِ عربیہ آج کل رائج ہیں میں نے سب کو پڑھا ہے وہ تو اس وقت کیلئے بھی موزوں نہ تھے جس وقت کیلئے لکھے گئے تھے پھر آج کل کی حالت کا کیا ذکر۔

خطبہ کا یہ مطلب کس نے بتلایا ہے کہ صرف جمعہ و عیدین کے چند مسائل بیان کر دیئے جائیں اور کہہ دیا جائے کہ ایک دن مرنا ہے بس ڈرو اور موت کو یاد کرو۔ بیشک موت کو یاد کرنے سے بڑھ کر انسان کیلئے دنیا میں کوئی نصیحت نہیں ہوسکتی۔ کفاك بالموت واعظا یا عمر ۔ لیکن صرف یہ کہہ دینا لوگوں کو ڈرانے کیلئے کافی نہیں ہے۔ موت کی یاد کے ساتھ ان کو اس زندگی کا طریقہ بھی بتلانا چاہئے جو تذکرہ آخرت کے ساتھ مل کر انسانوں کو دونوں جہاں میں نجات دلاسکتی ہے۔

بڑا مسئلہ زبان کا ہے اور ضرور ہے کہ مختصر سے خطبۂ ماثورہ عربیہ کے بعد وعظ اسی زبان میں ہو جو سامعین کی زبان ہے، ورنہ سمجھ نہیں آتا کہ حاصل کیا۔

شریعت نے کیسی عمدہ مصلحت اس میں رکھی ہے کہ جمعہ کے خطبہ کو نمازِ فرض کا قائم مقام قرار دیا ہے اور سماعت کو فرض بتلایا۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں خطبوں کا سماع واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک صرف پہلے کا۔ اس وقت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس سے مقصود یہی تھا کہ لوگ عملِ عبادت کی طرح نصائح و ہدایت کو بھی سنیں۔ پھر ان نصائح کو اہم ہونا چاہئے کہ مصروفیتِ نماز سے بھی اقدم و انفع ہوں۔ کیا یہ خطبات جو آج تک دبے نہیں بلکہ اٹک اٹک کر پڑھے جاتے ہیں اور لوگ بیٹھتے ہوئے اونگھتے ہیں، یہی وہ مواعظ ہیں جن کی سماعت فرض اور ان کی موجودگی میں نماز تک ممنوع ہے۔ فاین تذهبون

عقل و شریعت کیلئے ماتم ہے کہ موجودہ علماء اس طریق سے غافل اور اس پر پوری طرح قانع نہیں۔ فما لهاء لاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثاء

بڑی مصیبت یہ ہے کہ مساجد کی امامت عموماً جہلاء کے ہاتھوں میں ہے اور یہ کام ایک ذریعۂ معاش بن گیا ہے۔ وہ بے چارے کہاں سے ایسی قابلیت لائیں کہ برجستہ خطبہ دیں اور اس کے تمام شرائط کو پورا کریں۔ خطبہ کے معنی تو یہ ہے کہ نہ صرف عام حالت کی اس میں رعایت کی جائے بلکہ گزشتہ جمعہ کے بعد جو نئے حالات وحوادث دنیا میں گزرے ہیں اور ان کی بناء پر مسلمانوں کو جو کچھ تعلیم کرنا ضروری ہے اس کی بھی رعایت اس میں ملحوظ رہے۔ (گلدستۂ مضامین، لاہور، ص۲۲)

انتباہ......ناظرین غور فرمائیں کہ ابوالکلام آزاد نے کتنا لمبا چوڑا بیان دیا ہے اور کیسے عقل کے گھوڑے دوڑائے ہیں لیکن شرعی دلیل ایک بھی نہیں، سچ ہے اونچی دوکان پھیکا پکوان۔ عام آدمی ابوالکلام آزاد کی عبارت پڑھ کر گمراہ نہ ہوگا تو کیا ہوگا۔ فقیر نے سابقہ اوراق میں اپنے اسلاف کی عربی عبارات کے ساتھ شرعی اصولی دلائل بھی لکھے ہیں لیکن ابوالکلام آزاد نے عقلی ڈھکوسلوں کے ذریعے ایک بدعتِ سیئہ کی بنیاد رکھی ہے جس کا گناہ آج عربی کے برعکس اردو وغیرہ میں خطبہ پڑھنے والے تمام بدعتیوں کا گناہ ابوالکلام آزاد کے کھاتے میں جا رہا ہے۔

امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہ العزیز

چلتے چلتے امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتوٰی بھی لکھ دوں۔ آپ سے سوال ہوا: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے خطبۂ اولٰی کے بجائے وعظ و پند عوام کو احکامِ شرعیہ میں بتانے اور سمجھانے کے جائز ہے یا نہیں یا قطعی حرام ہے، اردو کلام کرنا اندر خطبوں کے یا خطبوں کا ترجمہ یا آیات و احادیث جو خطبوں میں ہیں ان کا ترجمہ کرنا دُرست ہے یا نہیں؟

الجواب...... خطبہ خود پند و نصیحت ہے مگر اس میں غیر عربی کا خلط مکروہ خلافِ سنتِ متوارثہ ہے۔ اگر نفس فرض خطبہ خالص دوسری زبان میں بھی ہو وہ ادا ہو جائے گا۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عجم کے ہزاروں شہر فتح کئے اور اس میں منبر نصب کئے اور خطبے پڑھے اور ان کی زبانیں جانتے تھے ان سے گفتگو کرتے تھے مگر کبھی منقول نہیں کہ عربی کے سوا کسی اور زبان میں خطبہ فرمایا یا غیر زبان کو ملایا فھو کف والکف متبع۔ انہوں نے غیر عربی سے زبان نہ کھولی اور ان کی یہ ادا قابلِ اتباع ہے۔

قال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم من احدث فی امرنا هٰذا ما لیس منه فهو رد

جس نے ہمارے اس امرِ دین میں ایسی بدعت نکالی جو دین میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

درِ مختار میں ہے کہ

صح لو شرع بغیر عربیة و شرطا عجزه و علیٰ هٰذا الخلاف الخطبة

اور جس نے نماز غیر عربی میں شروع کی ائمہ نے عجز کی شرط لگائی ہے اور اسی خلاف پر خطبہ ہے۔

ردالمحتار میں غرر الافکار شرح درر البحار سے ہے،

کره الدعاء بالعجمیة لان عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه نهی عن اطاعة الاعاجم

کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعاجم کی اتباع سے منع فرمایا ہے۔

اسی میں الوالواجیۃ سے ہے کہ

التکبیر عبادة اللّٰہ تعالیٰ واللّٰہ تعالیٰ لا یحب غیر العربیة

تکبیر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ غیر عربی کو پسند نہیں فرماتا۔

اگر اثنائے خطبہ میں مثلاً کسی ہندی کو کوئی فعلِ ناجائز کرتے دیکھا جیسے خطبہ ہونے کی حالت میں چلنا یا پنکھا جھلنا اور وہ عربی نہیں سمجھتا تو اردو میں منع کرے کہ یہ حاجت یونہی رفع ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۷۵۸)

خلاصہ یہ کہ غیر عربی (اردو، فارسی، پنجابی، سندھی، پشتو، سرائیکی وغیرہ) میں خطبہ عربی پڑھنا چاہئے۔ غیر عربی میں خطبہ پڑھنا مکروہ تحریمی اور بدعتِ سیئہ ہے۔ کیونکہ نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام خطبات عربی میں ہوئے اور آپ کے وارثین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے باوجودیکہ مختلف ملکوں میں خطبے پڑھے تو عربی میں اگر چہ وہ غیر عربی زبانیں جانتے اور بولتے تھے لیکن خطبات عربی میں پڑھتے تھے، عربی میں خطبات پڑھنا سنتِ متوارثہ ہے اور اسلام کا قاعدہ ہے کہ جو فعل و عمل سنتِ متوارثہ ہو اس کے خلاف کرنا بدعتِ سیئہ کہلاتا ہے۔ اب جو لوگ غیر عربی میں خطبہ پڑھتے ہیں یا اسے جائز کہتے ہیں وہ بدعتی ہیں۔ انہیں اس بدعتِ سیئہ کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔ اگر توبہ نہ کی تو گنہگار ہوں گے قیامت میں ان سے اس کا حساب ہوگا۔

لنگڑے عذر کا حل

اگر وعظ و نصیحت کا شوق ہے تو وہ خطبہ سے پہلے اپنا شوق پورا کرلیں لیکن دونوں خطبے عربی میں پڑھیں یہ عذر کرنا کہ عربی خطبہ لوگ نہیں سمجھتے تو یہ عذرِ لنگ ہے جس کا حل ہم نے بتادیا۔ یہی عذر ٹیڈی مجتہدین نے کیا کہ نماز اردو یا غیر عربی میں پڑھنی چاہئے اس لئے کہ جب نمازی اپنے پڑھے ہوئے کو سمجھتا ہی نہیں تو اسے اس نماز کا کیا فائدہ۔ تو اس کا جواب بھی ہمارے علمائے کرام نے یہی دیا ہے کہ غیر عربی میں نماز پڑھنا حرام ہے کیونکہ یہ سنتِ متوارثہ کے خلاف ہے۔

عاشق اسلام سے درد مندانہ گذارش

ٹیڈی مجتہدین نت نئے رُخنے ڈالتے ہیں۔ آپ اگر اسلام کے عاشق ہیں تو آپ کیلئے ضروری ہے کہ آپ اپنے اسلاف کا دامن نہ چھوڑیں معمولی سہولت کے سہارے اپنے اسلاف سے دوری اختیار نہ کریں۔

مسائلِ خطبہ

یہاں خطبہ کے مسائل عرض کردوں۔

خطبۂ جمعہ میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے ہو اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کیلئے شرط ہے یعنی خطیب کے سوا تین مرد، اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو، اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا، یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا، یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو خطبہ ہو جائے گا۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ...... خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے اگر چہ صرف ایک بار الحمدللہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا، اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے پر ہی اکتفا کرنا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ...... چھینک آئی اور اس پر الحمدللہ کہا یا تعجب کے طور پر سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا تو فرض خطبہ ادا نہ ہوا۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ...... سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں میں۔ (درمختار، غنیۃ)

خطبہ میں یہ چیزیں سنّت ہیں

(۱) خطیب کا پاک ہونا (۲) کھڑا ہونا (۳) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا (٤) خطیب کا منبر پر ہونا (٥) سامعین کی طرف منہ اور (٦) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو (۷) حاضرین کا متوجہ بہ امام ہونا (۸) خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا (۹) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں (۱۰) الحمد سے شروع کرنا (۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا (۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا (۱۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا (١٤) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا (١٥) پہلے خطبے میں وعظ ونصیحت ہونا (١٦) دوسرے میں حمد وثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا (۱۷) دوسرے خطبے میں مسلمانوں کیلئے دعا کرنا (۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا (۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیتیں پڑھنے کے بیٹھنا۔

مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبے میں آواز پہلے خطبے کی نسبت پست ہو اور خلفائے راشدین وعمّین مکرمین حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو، بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں۔

الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہٖ و نتوکل علیہ و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومن سیاٰت اعمالنا من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ ۔

مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور داہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے اور امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کیلئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ امام ابھی خطبے کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے، خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔ (عالمگیری، درمختار، غنیہ وغیرہا)

مسئلہ...... بادشاہِ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے مثلاً مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔ (درمختار)

مسئلہ...... خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ...... غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلافِ سنتِ متوارثہ ہے۔ یوں ہی خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہئے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، دو ایک شعر پند و نصائح کے اگر کبھی پڑھ دے تو حرج نہیں۔

مسئلہ...... جماعت ہو یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد ہوں۔

مسئلہ ...... اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا ان پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا اور صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ...... خطبہ کے وقت جو لوگ موجود تھے وہ بھاگ گئے اور دوسرے تین آ گئے تو ان کے ساتھ امام جمعہ پڑھے یعنی جمعہ کی جماعت کیلئے انہیں لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کے غیر سے بھی ہو جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ...... پہلی رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر سب مقتدی بھاگ گئے یا صرف دو رہ گئے تو جمعہ باطل ہو گیا نئے سرے سے جمعہ کی نیت باندھے اور اگر سب بھاگ گئے مگر تین مرد باقی ہیں یا سجدہ کے بعد بھاگے یا تحریمہ کے بعد بھاگ گئے مگر پہلے رکوع میں آکر شامل ہو گئے یا خطبہ کے بعد بھاگ گئے اور امام نے دوسرے تین مردوں کے ساتھ جمعہ پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ جائز ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ...... امام نے جب اللہ اکبر کہا اس وقت مقتدی باوضو تھے مگر انہوں نے نیت نہ باندھی پھر یہ سب بے وضو ہو گئے اور دوسرے لوگ آ گئے یہ چلے گئے تو جمعہ ہو گیا اور اگر تحریمہ ہی کے وقت سب مقتدی بے وضو تھے پھر اور لوگ آ گئے تو امام نئے سرے سے تحریمہ باندھے۔ (خانیہ)

جمعہ کے دو خطبے

اکثر عوام خطباء کو دیکھا گیا ہے کہ جمعہ وغیرہ کے خطبات یاد نہیں کر سکتے فقیر ان کی سہولت کیلئے عربی میں جمعہ کے دونوں خطبے درج کر رہا ہے یہ عیدین اور خطبۂ نکاح کیلئے کام دے سکتے ہیں۔ ہاں علیحدہ علیحدہ خطبات کا جی چاہے تو فقیر کے **خطباتِ اویسیہ** مطبوعہ عام ہیں، وہی منگوالیں آسانی ہو گی۔

تمت الرسالہ المبارکہ بالخیر

الحمد للّٰہ علیٰ ذٰلک و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۲ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ

جمعہ کا پہلا خطبہ

آہستہ اور ہلکی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھ کر مندرجہ ذیل خطبہ شروع کردیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ كَانَ نَبِيًّا وَ آدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَ الطِّيْنِ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِيْن خَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ اَصْحَابِهِ الطَّاهِرِيْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِىْ كِتَابِهِ الْمَجِيْدِ ہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِىَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْآ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوْا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ہ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُو اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ہ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِماً ہ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ہ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ اِلَّا مَرِيْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوْ تِجَارَةٍ اِسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ہ

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ وَ صَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِىُّ الْكَرِيْمُ ہ

اِنَّهٗ تَعَالٰى جَوَّادٌ كَرِيْمٌ قَدِيْمٌ مَلِكٌ م بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ہ

پہلے خطبہ کے بعد منبر پر بیٹھ جائیں اور چودہ بار اللہ اکبر پڑھ کر دوسرا خطبہ پڑھیں۔ یہاں ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگیں، ہاں دل میں جو جی چاہے تصوّر اور آرزو رکھیں۔

دوسرا خطبۂ جمعہ

آہستہ اور ہلکی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھ کر خطبہ پڑھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نُؤْمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ ط وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ط صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ خُصُوْصاً عَلٰی اَوَّلِ الصَّحَابَۃِ وَ اَفْضَلِھِمْ بِالتَّحْقِیْقِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی اَعْدَلِ الْاَصْحَابِ مَخْزَنِ الصِّدْقِ وَ الصَّوَابِ ط اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی جَامِعِ الْقُرْاٰنِ کَامِلِ الْحَیَآءِ وَ الْاِیْمَانِ حَبِیْبِ الرَّحْمٰنِ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی مَظْھَرِ الْعَجَآئِبِ وَ الْغَرَآئِبِ اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَ عَلٰی عَمَّیْہِ الشَّرِیْفَیْنِ الْمُطَھَّرَیْنِ مِنَ الْاَدْنَاسِ الْحَمْزَۃِ وَ الْعَبَّاسِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا ط وَ عَلٰی سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَآءِ بِنْتِ خَاتِمِ الْاَنْبِیَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا ط وَ عَلٰی الْاِمَامَیْنِ الْھُمَامَیْنِ السَّعِیْدَیْنِ الشَّھِیْدَیْنِ الْمَغْفُوْرَیْنِ اَبِیْ مُحَمَّدِ نِ الْحَسَنِ وَ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ الْحُسَیْنِ ط رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا وَ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط عِبَادَ اللّٰہِ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ط اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَ اَوْلٰی وَ اَعَزُّ وَ اَجَلُّ وَ اَتَمُّ وَ اَھَمُّ وَ اَکْبَرُ ط